جہات

حالیہ زلزلہ - سانحہ عبرت مگر.........

آٹھ اکتوبر کی صبح وطن عزیز کے اندر آزاد کشمیر' شمالی علاقہ جات' سرحد کے بعض اضلاع اور اسلام آباد میں اچانک شدید قسم کا زلزلہ آنے سے جو قیامت صغریٰ برپا ہوئی' جس طرح ہنستے بستے شہر بازار' کاروباری مراکز' تعلیمی ادارے' مواصلاتی نظام' ہسپتال' دیہات اور پہاڑوں پر پھیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی آبادیاں اور گھر تباہ و برباد ہوئے - خوبصورت رہائشی مکانات اور مضبوط عمارات آناً فاناً ملبے کا ڈھیر بن گئیں' ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن گئے - ہزاروں لوگ ملبے کے نیچے دب گئے' ہزاروں لوگ زخمی ہوگئے' ہزاروں بچے مرد اور عورتیں زندگی بھر کیلئے معذور و اپاہج بن گئے' ہزاروں بچے والدین کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے' ہزاروں بوڑھے والدین بے سہارا اور بے آسرا بن گئے' ہزاروں خواتین بیوہ ہوگئیں' غیر معمولی تباہی و بربادی دیکھ کر ہزاروں لوگ ہوش وحواس گم کر بیٹھے' لاکھوں لوگ بے گھر ہو گئے' کروڑوں کے کاروبار اور ساز و سامان مٹی کے ڈھیر میں بدل گئے - یک لخت مکانوں کی چھتیں اور دیواریں گرنے سے اہل خانہ پر جو قیامت ٹوٹی اور آہ وبکاء کے دلگداز مناظر دیکھنے اور سننے میں آئے - پھر جس طرح پختہ راستے' سڑکیں حتیٰ کہ پہاڑ بھی پھٹ گئے اور عینی شاہدین کے مطابق صرف کئی منزلہ عمارات ہی نہیں متعدد دیہات بھی زمین کے اندر دھنس گئے اور یوں ہنستی بستی اور پررونق انسانی آبادیاں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں - وغیرہ وغیرہ - یہ ساری ہوشربا اور دردناک تفصیلات اور اعداد و شمار الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر آچکے ہیں -

پھر اس اندوہناک سانحہ میں خوش قسمتی سے جو چھوٹے بڑے لوگ اور مرد و خواتین زندہ بچ گئے ہیں' اموال و املاک' کاروبار' گھربار' خویش و اقارب دوست احباب اور اہل وعیال کی ہلاکت کے بعد ان کی زندگی کتنی دوبھر ہوگئی ہے؟ مصائب و آلام کے کتنے پہاڑ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں' کتنی مشکلات درپیش ہیں؟' جان جوکھوں اور پیٹ کاٹ کر بڑی چاہتوں اور خواہشوں بلکہ بڑی قربانیوں سے تیار کیے گئے گھروں کے آنکھوں کے سامنے ملبے کا ڈھیر بننے کے بعد اس مہنگائی کے دور میں دوبارہ حسب منشاء وتمنا گھروں کی تعمیر کتنی مشکل ہے؟ یتیم و بے سہارا بچوں کا کون وارث بنے گا - معذور و اپاہج لوگوں کو کون سنبھالے گا؟ بیوہ عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ اس ہمہ جہت تباہی و بربادی کے تمام اہل وطن پر معاشی و معاشرتی اعتبار سے کتنے برے اثرات پڑیں گے؟ وغیرہ وغیرہ -

زلزلہ کے حوالے سے یہ وہ پیچیدہ و مشکل سوالات ہیں جن کا جواب اتنا آسان نہیں اور وہ بچ

در پیچ مسائل ہیں جن کے حل کیلئے گہرے غور وفکر' قومی اتحاد' ملی یکجہتی' ایثار وقربانی' مربوط حکمت عملی اور بڑے حوصلہ وتدبر کی ضرورت ہے۔

امتحان وآزمائش کی اس گھڑی میں نفسانفسی اور مادہ پرستی کے دور کے باوجود حکومت پاکستان بالخصوص عوام کی طرف سے من حیث القوم جو اطمینان بخش' حوصلہ وہمت افزا' اور لائق صد رشک وتحسین چیز کھل کر سامنے آئی ہے اور جس کا مشاہدہ ساری دنیا نے کیا ہے' وہ متاثرین زلزلہ کے ساتھ ہمدردی' غمخواری اور ایثار وقربانی کا مظاہرہ ہے۔حکومت اور افواج پاکستان نے زلزلہ سے متاثرہ لوگوں کی بحالی' تعمیر نو رستوں اور سڑکوں کی فوری مرمت' ملبہ کے نیچے دبے لوگوں کو نکالنے' زخمیوں کے علاج معالجے' خوراک' کپڑے' کمبل' خیمے وغیرہ متاثرین تک پہنچانے' خیمہ بستیوں اور خیمہ سکولوں کے قیام' تمام متاثرہ علاقوں کی تعمیری منصوبہ بندی اور لاکھوں متاثرین کی فوری مدد کیلئے درکار اربوں ڈالرز کے حصول اور متاثرین کی مستقل بحالی کیلئے متعدد اقدامات کیے اور منصوبے بنائے ہیں اور مسلسل مساعی کررہی ہے اور یہ اس کا فرض بھی ہے۔

اس مشکل وقت اور مصیبت کی گھڑی میں جس طرح عالمی برادری خصوصاً عالم اسلام پاکستان کی مدد کو آیا ہے اور اربوں ڈالر کی مالی امداد کے علاوہ راشن' ادویات' خیموں' کمبلوں' امدادی ٹیموں اور ہیلی کاپٹروں کی شکل میں پاکستان کی مدد کی اور مسلسل کر رہا ہے' اس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔اللہ کریم ان تمام معاونین کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

اسی طرح اس موقعہ پر عوام نے جس مثالی ہمدردی' محبت اور اپنے مصیبت زدہ اہل وطن کیلئے ایثار وقربانی کا مظاہرہ کیا ہے' اس کی نظیر بھی اقوام عالم میں کم ہی نظر آئے گی۔قوم کے اس جذبہ ہمدردی اور اخوت ومحبت کو دیکھ کر ملت اسلامیہ کے بارے میں علامہ اقبال کے اس عندیہ اور تاثر کو بڑی تقویت ملتی ہے کہ:

اقبال نا امید نہیں ہے اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ عوام کے تمام قابل ذکر طبقات مثلاً جہادی ومذہبی تنظیموں سیاسی جماعتوں' فلاحی اداروں' ڈاکٹروں' انجینئروں' اساتذہ' طلبہ' تاجر برادری' کاروباری حلقوں' اداکاروں اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے مرد وخواتین بچوں بڑوں حتیٰ کہ بیرون ملک رہائش پذیر پاکستانیوں نے جس کھلے دل سے اور اپنے اپنے انداز میں مصیبت زدہ بھائیوں کے غموں کو ہلکا کرنے اور ان کے مصائب ومشکلات سے نکالنے کیلئے متاثرہ علاقوں میں اور دور دراز مقامات پر پہنچ کر

عملی طور پر ہاتھ بٹایا ہے اور انہیں کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ ہر ضرورت کا سامان پہنچایا ہے وہ ایک قابل تقلید مثال اور اس تشبیہ نبوی کا ایک مظہر ہے' جس میں مؤمنوں کو باہمی محبت' ہمدردی اور مہربانی کے معاملے میں ایک جسم کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

تاہم متاثرین زلزلہ کیلئے اس مثالی جذبہ ہمدردی اور لائق تحسین ایثار و قربانی کے مظاہرہ سے کہیں زیادہ ضروری چیز اس سانحہ سے قومی و اجتماعی طور پر عبرت حاصل کرنا تھا۔ مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا۔ زلزلہ سے ہونے والی وسیع پیمانے پر تباہ کاری' ہزاروں مربع میل علاقے میں آباد پررونق شہروں' قریوں بستیوں اور تفریحی مقامات کی چند منٹوں میں کھنڈرات میں تبدیلی' ملبے کے نیچے دبی بے گور و کفن لاشوں' زخمیوں اور کٹے جسمانی اعضاء کو دیکھ کر اور زخم خوردہ لوگوں کی آہ و بکاء اور چیخ و پکار سن کر کسی آدمی نے انفرادی طور پر واقعی عبرت حاصل کی ہو تو وہ علیحدہ بات ہے۔ مگر من حیث القوم حتی کہ متاثرہ علاقوں میں بھی اجتماعی اور عملی طور پر ''عبرت'' نامی چیز کا کہیں وجود نظر نہیں آیا۔ ہمارے طور اطوار' عمومی کجروی اور طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اللہ کی طرف رجوع اور توبہ و استغفار دیکھنے میں نہیں آیا۔ انہی غلط حرکات مثلاً بے ایمانی' رشوت ستانی' جھوٹ' لوٹ کھسوٹ' ہیرا پھیری' ذخیرہ اندوزی' خودساختہ مہنگائی' فحاشی' عریانی' بے حیائی' بے انصافی' اقرباء پروری' غریب کا معاشی استحصال' زر طلبی بلکہ زر پرستی' دنیا طلبی' معاملات لین دین اور خوشی غمی کی تقریبات میں کھلم کھلا احکام شریعت کی خلاف ورزی' اسلام بیزاری اور وہ تمام بداعمالیاں جوں کی توں معاشرے میں موجود ہیں جو خالق کائنات کی ناراضگی اور ایک حدیث نبوی ﷺ کے مطابق اس قسم کے زلزلہ' طوفان اور مصائب کا اصل اور باطنی سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ جامع ترمذی' ابواب الفتن باب ماجاء فی اشراط الساعۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی درج ذیل روایت میں نبی رحمت ﷺ نے اس قسم کی بداعمالیوں سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

''جب مال فیئ (مال غنیمت) کو ذاتی مال سمجھا جانے لگے' امانت (سرکاری خزانہ واموال) کو مالِ غنیمت بنالیا جائے' زکوٰۃ کی ادائیگی ایک قسم کی چٹی سمجھ لی جائے' علم دین کا حصول غیر دین (جاہ و مال طلبی) کیلئے بن کر رہ جائے' آدمی اپنی بیوی کی تو اطاعت کرے مگر اپنی والدہ کی نافرمانی' اسی طرح اپنے دوست کو قریب اور اپنے والد کو (اپنے رویہ و طرز عمل سے) دور کرنے لگے' مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں' قبیلہ کا سرداران کا فاسق اور قوم کا سرداران کا گھٹیا آدمی بن جائے' کسی آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جانے لگے' گانے والیاں اور آلات موسیقی کثرت سے ظاہر ہو جائیں' شرابیں پی جانے لگیں' اس امت کا بعد میں آنے

والا گروہ پہلوں پر لعنت کرنے لگے تو:

''فلیرتقبوا عند ذالك ریحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا''

اس وقت لوگوں کو انتظار کرنا چاہیے سرخ آندھی کا' زلزلہ کا' زمین میں (آدمیوں اور مکانات وغیرہ کے) دھنس جانے کا' انسانی شکلوں کے بگڑ جانے کا' آسمان سے پتھروں کی بارش کا' اور یہ نشانیاں اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جس طرح کوئی ہار ٹوٹ جائے تو اس کے موتی لگاتار گرنے لگتے ہیں''

اس حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں اگر اپنی اخلاقی و عملی حالت کا جائزہ لیا جائے اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ زیر نظر حدیث کے مطابق وہ تمام بداعمالیاں اور غیر اخلاقی و غیر شرعی حرکات جو خالقِ کائنات کی ناراضگی اور اس ناراضگی کے نتیجے میں تنبیہ کے طور پر زلزلہ وغیرہ کا حقیقی سبب بنتی ہیں' وہ سب کی سب زلزلہ سے متاثرہ علاقوں اور لوگوں سے کہیں زیادہ وطن عزیز کے دیگر علاقوں اور شہروں میں رہنے والے مسلمانوں کے اندر پائی جاتی ہیں- پنجاب' سندھ' بلوچستان کا کونسا ایسا شہر اور کونسی ایسی آبادی ہے جس میں حدیث ہذا میں مذکور اخلاقی و عملی برائیاں نہ پائی جاتی ہوں- اس کے باوجود اللہ کریم نے وطن عزیز کے ان علاقوں کو زلزلہ سے محفوظ رکھا ہے تو یہ محض اس کا فضل و کرم ہے ورنہ یہ تباہی یہاں بھی آ سکتی تھی- چنانچہ معروف چشتی بزرگ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات ''فوائد الفواد'' کے مرتب امیر حسن سنجری نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی زبانی لاہور کی ایک خرابی و تباہی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''..........لاہور کی تباہی کا ایک اور منحوس سبب یہ تھا کہ انہی دنوں لاہور کے کچھ سوداگر گجرات (بھارت) گئے- اس وقت یہ شہر ہندوؤں کے قبضے میں تھا- مختصر یہ کہ جب ہندوؤں نے ان تاجروں سے کپڑا خریدنا چاہا تو ان لوگوں نے انہیں دگنے دام بتائے- مثلاً جو کپڑا دس درہم کا تھا اس کے بیس اور بیس والے کے چالیس درہم کہے- اس طرح ہر کپڑے کا بھاؤ اصل بھاؤ سے زیادہ ہی بتایا- لیکن بعد میں سودے کے وقت انہوں نے اصل بھاؤ پر ہی بلکہ بتائے ہوئے نرخوں سے بھی نصف پر کپڑا بیچا- اس ملک کے ہندوؤں کا یہ دستور تھا کہ وہ جو کچھ بھی فروخت کرتے' اس کی صحیح صحیح قیمت بتاتے وہ ''ایک بول'' کے قائل تھے- الغرض جب انہوں نے اس قسم کا معاملہ دیکھا تو ان میں سے ایک نے تاجروں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو- تاجروں نے جواب دیا لاہور کے رہنے والے ہیں- اس

ہندو نے پھر سوال کیا کہ کیا تمہارے شہر میں سودا اسی طرح ہوتا ہے؟ اس کا جواب انہوں نے اثبات میں دیا- اس پر وہ ہندو بولا کیا وہ شہر اب تک آباد ہے؟ ''جی ہاں'' ہندو کہنے لگا ''جس شہر میں تجارت اور دوکانداری کا انداز اس طرح کا ہو وہ شہر تو آباد نہیں رہ سکتا'' القصہ جب وہ سوداگر گجرات سے واپس لوٹے تو راستے ہی میں انہوں نے سن لیا کہ منگول کافروں نے حملہ کر کے لاہور کو برباد کر دیا ہے''

(فوائد الفواد (اردو ترجمہ) ص ۲۹۲ مطبوعہ مکتبہ زاویہ لاہور ۲۰۰۳ء)

اس واقعہ کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حالیہ زلزلہ سے متاثر ہونے والے علاقوں کی جانی و مالی تباہی گویا سارے وطن عزیز کی طرف سے ایک قسم کا کفارہ اور ہمارے لیے قدرت کی طرف سے سنبھلنے کا موقع ہے- یہ بحث شاید غیر موزوں اور غیر شرعی ہے کہ حالیہ زلزلہ عذاب ہے یا غیر عذاب؟ اور یہ زلزلہ صرف چند مخصوص علاقوں میں کیوں آیا؟ اس کے اندر پنہاں حکمتیں اور مصلحتیں خالقِ کائنات ہی بہتر جانتا ہے- اللہ کی رحمت سے بعید نہیں کہ اس نے اس ظاہری شر کے اندر کوئی باطنی خیر مقدر کر رکھی ہو- البتہ اتنی بات یقینی اور تاریخ سے ثابت ہے کہ جس سرزمین پر عدل فاروقی قائم ہوتا ہے وہاں زلزلہ نہیں آیا کرتا اور جو قوم تمام معاملات میں تقویٰ (خدا خوفی) اختیار کرتی ہے اللہ کریم از روئے قرآن اس کیلئے مصائب سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے- لہذا حالیہ زلزلہ کے عذاب الٰہی ہونے یا نہ ہونے کی غیر ضروری بحث میں پڑنے کی بجائے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ حکومت اور عوام کیلئے ایک آزمائش اور تنبیہ ہے- لہذا زلزلہ سے ہونے والی تباہی سے ہمیں من حیث القوم سرکاری وعوامی سطح پر عبرت حاصل کرنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے- اللہ و رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث بننے والے اعمال و حرکات' سوچ' طرز عمل اور نظام پر خلوص دل سے اللہ سے معافی مانگنی اور آئندہ کیلئے عملی طور پر توبہ کرنی اور اللہ کی گرفت سے بچنے کا سامان کرنا چاہیے- ورنہ ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے کہ قدرت الٰہی کی طرف سے معمولی جھٹکے کے سامنے بڑی سے بڑی حکومت بے بس ہو جاتی اور سارے وسائل اور حکومتی دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں- اللہ کریم وطن عزیز پر ہمیشہ اپنا فضل ہی فرمائے اور ہمیں کسی بڑی آزمائش و امتحان سے دوچار نہ فرمائے- آمین-

(مدیر مسئول)